© rasailojaraid.com

تقریباً ڈیڑھ سال سے معدہ و جگر کے شدید امراض میں مبتلا تھے۔ شمع بجھنے کے قریب ہوتی ہے تو اس کی لَو زیادہ تیز ہوجاتی ہے۔ اسی طرح بزمِ عرفان وسلوک کا یہ چراغِ روشن گُل ہونے کے نزدیک آگیا تو اس کے روحانی وباطنی فیوض وبرکات کے انوار بھی زیادہ روشن اور تیز ہوگئے۔ ایسی شدید علالت میں مریدین ومعتقدین کے اصرار پر دور دراز کے سفر کرتے تھے اور اگرچہ مرض میں روز بروز اضافہ ہی ہورہا تھا اس کے باوجود چہرہ پر ہر آن اطمینان وبشاشت کے ہی آثار پائے جاتے تھے۔ اسی عالم میں رانذیر تشریف لے گئے اور آخر وہیں بحالتِ غربت ومسافرت اس عالم فانی کو الوداع کہکر رفیقِ اعلیٰ سے جاملے۔ تغمدہٗ اللہ بغفرانہ وامطر علیہ شآبیب رحمتہ الواسعۃ۔ آمین۔ ہم آئندہ کسی قریبی اشاعت میں حضرتِ مرحوم کے حالات وسوانح پر ایک مستقل مقالہ شائع کریں گے۔

~~~

مولانا سید سلیمان ندوی ہمارے ملک کے نامور مصنف اور عالم ہیں لیکن افسوس ہے کہ بعض اوقات وہ اپنے مرتبہ سے اتر کر ایسی باتیں لکھ جاتے ہیں جو کسی طرح ان کے شایانِ شان نہیں ہوتیں۔ موصوف نے حال میں ہی ندوۃ المصنفین کی نئی کتاب "مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت" پر ایک طویل تبصرہ لکھا ہے جو معارف کی دسمبر ۱۹۴۳ء اور جنوری ۱۹۴۴ء کی دو اشاعتوں میں چھپا ہے۔ جہاں تک نفسِ موضوع تحریر کا تعلق ہے تو اس کی نسبت خود کتاب کے مصنف یا جنھوں نے اس کتاب کو غور سے پڑھا ہے وہ بتائیں گے کہ مولانا سید سلیمان ندوی نے درحقیقت کتاب پر تبصرہ کیا ہے یا اس عنوان سے انھوں نے حسبِ عادت خود اپنی مدح کی ہے پھر جتنا حصہ کتاب سے متعلق ہے بھی تو اس میں کس حد تک مباحثِ کتاب کی اصل حقیقت کو پیش کیا گیا ہے؟ البتہ مولانا کے ریویو میں دو باتیں ایسی ہیں جن کی طرف ہم اس وقت توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں۔

~~~

تبصرہ کے شروع میں مولانا نے خواہ مخواہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مولانا سید مناظر احسن گیلانی بھی ندوی ہیں۔ لیکن چونکہ مولانا گیلانی ایک دن بھی ندوۃ العلماء میں طالب علم نہیں رہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس لئے سید صاحب نے ندویوں کی دو قسمیں کی ہیں۔ ایک وہبی ندوی اور ایک کسبی ندوی۔

سید صاحب کو اس تکلفِ بارد کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس کا جواب خود موصوف کے الفاظ میں سنئے "یہ مسائل و معلومات و موادنہ ٹونک میں پڑھائے گئے اور نہ دیوبند میں۔ اور موصوف (مولانا مناظر احسن) کا دل خواہ ٹونکی اور دیوبندی کا مجموعہ ہو مگر ان کا دماغ خالص ندوۃ العلمائی ہے" مقصد یہ ہے کہ چونکہ مصنفِ کتاب کا دماغ "خالص ندوۃ العلمائی" ہے اس بنا پر وہ اس قدر اچھی کتاب لکھ بھی سکے ورنہ محض ٹونکی اور دیوبندی ہوتے تو ایسی کتاب کیا لکھ سکتے تھے۔

واقعہ یہ ہے کہ کسی علمی کتاب پر تبصرہ کرتے وقت ایسی لایعنی اور بے نتیجہ باتوں کا اس شدومد سے ذکر کرنا حسنِ مذاق کی دلیل نہیں ہوتا۔ ایک عالم کو ان چیزوں سے بہت بلند ہونا چاہیئے۔ ورنہ سید صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے اس کے جواب میں بہت کچھ کہا جا سکتا ہے اور ایسے برہانِ قاطع کے ساتھ کہ سید صاحب اس کے جواب میں کوئی قاطع برہان پیش نہیں کر سکیں گے۔

دوسری چیز جو اس سے بھی زیادہ افسوسناک ہے وہ یہ ہے کہ مدارسِ عربیہ میں سہ ماہی ششماہی اور سالانہ امتحانات کا جو رواج پایا جاتا ہے، سید صاحب کے نزدیک وہ ایک بلا ہے جو دیوبند سے شروع ہوئی اور ہر جگہ پھیل گئی۔ پھر یہ بھی سن لیجئے کہ یہ بلا دیوبند سے شروع ہوئی تو کس طرح؟ فرماتے ہیں

> "مدرسۂ دیوبند کے بانیانِ کرام اور ارکانِ عظام عموماً سرکاری مدرسوں سے پہلے متعلق رہ چکے تھے۔ مولانا مملوک العلی صاحب، مولانا یعقوب کے والد اور مولانا محمد قاسم صاحب اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہم اللہ کے استاد عربک کالج دہلی میں مدرس تھے اور ان دونوں بزرگوں نے بھی اسی کالج میں تعلیم پائی تھی اور امتحانات دیئے تھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس لئے ان جدیدیات کی بعض باتیں جن میں سے ایک

© rasailojaraid.com